رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دارالعلوم کراچی

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون، سوال، وجواب	تبویب	عنوان
۱۰ / ۵۱۱	۹/۸ ۱۴۲۲ھ — ۱۱/۲۷ ۲۰۰۱ء				روزے کی حالت میں کان میں دوا ڈالنے کا حکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سیدنا، ونبینا، ومولانا محمد وآلہ وصحبہ أجمعین. أما بعد:

یہ مسئلہ کافی عرصہ سے عالم اسلام کی مختلف علمی مجالس میں زیرِ بحث آرہا ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ برِصغیر کے مختلف دینی مدارس اور دار الإفتاء میں اس سے متعلق سوالات بھی آرہے ہیں، اور بعض دینی جرائد میں معاصر علماء کے قلم سے اس موضوع پر چند مضامین اور بعض آراء بھی سامنے آئی ہیں۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم نے اپنے تحقیقی مقالہ "ضابط المفطرات فی مجال التداوی" میں بھی اس موضوع کے تقریباً تمام پہلوؤں پر مفصل روشنی ڈالی ہے، اور اس مسئلہ کے بارے میں اکابر فقہاء متقدمین ومتأخرین کی کتابوں کی اہم عبارات اور جدید طبی تحقیق بھی اپنے مقالہ میں درج کردی ہے۔

موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر بروزِ ہفتہ، بتاریخ ۸ر شعبان ۱۴۲۲ھ جامعہ دارالعلوم کراچی کے اکابر علماء اور دار الإفتاء کے اہم رفقاء پر مشتمل "مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ" کا اجلاس منعقد ہوا جس میں اس مسئلہ پر اجتماعی طور سے غور وفکر کیا گیا، مجلس میں اکابر فقہاء احناف رحمہم اللہ کی کتابوں کے اقتباسات پڑھ کر سنائے گئے، "ضابط المفطرات" کے اہم حصوں کی خواندگی کی گئی، اس موضوع پر مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد بھی پڑھی گئی، (قرارداد نمبر: ۹۳(۱۰/۱) منعقدہ بتاریخ ۲۸ر صفر ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۸ر جون تا ۳ر جولائی ۱۹۹۷ء جدہ) نیز حال ہی میں حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم ودامت برکاتہم نے اس مسئلہ پر ۲۴ر جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ کو جو فتوی تحریر فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا گیا۔

انفرادی واجتماعی غور وفکر اور فقہاء کرام رحمہم اللہ کی عبارات کے پیشِ نظر کان کے بارے میں تین صورتیں واضح طور پر سامنے آگئیں:

(الف) روزہ دار کے کان میں اگر پانی خود بخود چلا جائے مثلاً غسل، بارش یا حوض میں غوطہ لگانے وغیرہ کے دوران تو تمام فقہاء احناف بلکہ مذاہبِ اربعہ کے جمہور فقہاء کے نزدیک اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا[1] اس مسئلہ کی دلیل کے طور پر سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل بھی صحیح بخاری میں موجود ہے۔
(دیکھیں صحیح بخاری، عمدۃ القاری اور فتح الباری کی عبارات ۱ تا ۳)
اور فقہی عبارات بھی اس بارے میں معروف ہیں جن میں چند نقل کی گئی ہیں (دیکھیں عبارات ۴ تا ۷)

(ب) اگر پانی کان میں خود ڈالا گیا ہو تو اس میں فقہاء احناف رحمہم اللہ کے دونوں قول ہیں، ایک قول میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ہدایہ[1]، تبیین الحقائق[2]، محیط[3]

---

[1] صرف المغنی میں درج ایک عبارت (حوالہ ۷) سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک پانی خود بخود داخل ہونے سے بھی دو شرطوں کے ساتھ روزہ فاسد ہوجاتا ہے، ایک یہ کہ پانی دماغ تک پہنچ جائے، اور دوسرے یہ کہ اگرچہ پانی کو کان میں قصداً نہ پہنچایا ہو
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

الولوالجیہ[4] اور در مختار[5] میں اسے ہی مختار قرار دیا گیا ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ[6] نے بھی بہشتی زیور میں یہی قول اختیار کیا ہے۔ جبکہ فتاوی قاضی خان[1]، بزازیہ[2]، فتح القدیر[3] اور برہان[4] میں پانی داخل کرنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم لگایا گیا ہے۔

(دیکھیں عبارات از ۸ تا ۱۱)

(ج) اگر کان میں دوا ڈالی جائے تو مذاہب اربعہ کے جمہور فقہاء کی نصوص کے مطابق روزہ ٹوٹ جائیگا، لیکن مالکیہ اور شافعیہ نے فسادِ صوم کا قول اس شرط کے ساتھ کیا کہ پانی دماغ یا حلق تک پہنچ جائے، اور حنفیہ نے یوں کہا ہے کہ چونکہ کان کے ذریعہ پانی دماغ تک پہنچ ہی جاتا ہے اس لئے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر بھی فقہی عبارات تمام معتبر کتابوں میں موجود ہیں جن میں سے بعض درج کردی گئی ہیں۔

(دیکھیں عبارات از ۱۲ تا ۱۷)

البتہ یہ بات کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ کیوں فاسد ہوگا؟ کسی بھی فقہی کتاب میں اس کی کوئی دلیل حدیثِ مرفوع، موقوف یا مقطوع کی صورت میں بیان نہیں کی گئی، اس کی فقہی وجہ بیان کرنے سے بھی بعض عبارات میں تو سکوت کیا گیا ہے اور بعض عبارات میں "الفطر مما دخل، لا مما خرج" کو بنیاد بنایا گیا ہے، اور بعض عبارات میں یہ تصریح ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے اگر دوا حلق میں جائے تو روزہ فاسد ہوگا، ورنہ نہیں۔

(دیکھیں عبارات از ۱۶ تا ۱۹)

اور بعض عبارات بلکہ کئی عبارات میں اس کی صراحت ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے دوا دماغ کی طرف منتقل ہوجاتی ہے، اور دماغ یا تو بعض ائمہ کے نزدیک خود جوف معتبر ہے اس لئے دماغ میں دوا پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا، اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک دماغ اس لئے جوفِ معتبر ہے کہ دماغ سے حلق کی طرف راستہ ہونے کی بناپر دوا حلق یا معدے میں جائے گی، اور حلق یا معدے میں جانے سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء کرام رحمہم اللہ کے نزدیک کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ دوا جوفِ معتبر یعنی دماغ یا حلق تک پہنچ جاتی ہے، وهو الأصل في الإفطار۔

(دیکھیں عبارات نمبر ۱۵ و از ۲۰ تا ۲۵)

اب رہی یہ بات کہ کان میں دوا ڈالنے سے کیا دوا واقعۃً حلق یا دماغ کی طرف کسی منفذ کے ذریعہ منتقل ہوتی ہے یا نہیں؟ تو یہ مسئلہ فقہ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ طب اور فنِ "تشریح الأبدان" سے تعلق رکھتا ہے، اور اس بارے میں اطباء کے متفق علیہ قول کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا جبکہ قرآن وسنت کی نصوص سرے سے موجود ہی نہ ہوں اور فقہاء کے اقوال خود محتمل ہوں، اور ان میں بھی فقہاء نے خود تشریح البدن

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ | مگر غسل میں سنت کے خلاف اسراف وغیرہ کیا ہو۔ اس کے علاوہ کوئی قول مذاہب اربعہ میں اس صورت میں فسادِ صوم کا نہیں۔

کو مدارِ حکم بنایا ہو۔

چنانچہ فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی صراحت فرمادی ہے کہ ان جیسے مسائل (تشریح البدن) کا تعلق فقہ سے نہیں (بلکہ طب سے ہے)، یعنی ان جیسے مسائل میں نصِ شرعی نہ ہونے کی بناپر فقہاء کی آراء تشریح اعضاء کے بارے میں اطباء کی آراء سے ماخوذ یا ان پر مبنی ہیں، جس کی چند نظیریں درج ذیل ہیں:

(۱) فقہاء احناف کے درمیان "إقطار في الإحليل" کے مفسدِ صوم ہونے میں اختلاف ہے، اور اس کی وجہ کوئی نص یا شرعی دلیل نہیں بلکہ یہ اختلاف اس عضو کی تشریح میں اختلاف پر مبنی ہے۔

(۲) حضرات فقہاء شوافع کے درمیان خود کان کے مسئلہ میں دو قول ہیں؛ بعض حضرات نے "إقطار في الأذن" کو مفسدِ صوم قرار نہیں دیا، اور اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ کان سے حلق یا دماغ تک کوئی منفذ نہیں۔

(۳) "إقطار في فرج المرأة" میں بعض فقہاء مالکیہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کو مفسدِ صوم قرار دینا صحیح نہیں، کیونکہ یہاں سے کوئی منفذ جوف کی طرف نہیں۔

(۴) حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ کان میں تیل ڈالنے سے اگر وہ حلق تک پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ گا ورنہ نہیں۔ اس سے بھی واضح ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک حکم شرعی کا مدار تشریح عضو پر ہے۔

(دیکھیں عبارات از ۲۶ تا ۳۳)

جب فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اس کی تصریح کردی ہے تو اب دیکھا جائیگا کہ تشریح ابدان کے ماہر اطباء کا اس بارے میں کیا موقف ہے؟ بظاہر قدیم اطباء کا موقف وہی ہے جو مذکورہ بالا فقہی عبارات سے معلوم ہوتا ہے (اگرچہ فقہی عبارات میں اطباء کا حوالہ نہیں دیا گیا)۔

اس مقصد کے لئے ہم نے کچھ قدیم طبی کتابوں کی طرف براہِ راست مراجعت کی کوشش کی مگر طبی کتابوں سے ہمیں اس کی وضاحت نہ مل سکی، البتہ "الموجز المحشّیٰ" کے حاشیہ میں درج عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ پرانے اطباء کان کا تعلق دماغ سے تسلیم کرتے تھے[1]

(دیکھیں عبارت ۳۴)۔

مگر اب ایک عرصہ سے تمام اطباء اور تشریح ابدان کے تمام ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کان کے اندر سے دماغ تک کوئی راستہ موجود نہیں ہے، اور اس بات پر بھی سارے اطباء اور ماہرین متفق ہیں کہ عام صحت مند آدمی کے کان سے حلق تک بھی کوئی ایسا راستہ کھلا ہوا نہیں ہے کہ جس سے دوا یا پانی حلق میں خود بخود جاسکے، کیونکہ کان کے آخر میں ایک باریک مگر مضبوط پردہ ہے جس نے حلق یا دماغ کی طرف جانے کا

---

[1] مگر اس عبارت میں بھی یہ صراحت نہیں کہ کان کا میل جو وسط دماغ سے کان کے اندر پہنچ کر شیئاً فشیئاً جمع ہوتا ہے، اس کا کان میں پہنچنا بطریق الترشح ہے یا بطریق المنفذ؟

راستہ مسدود کیا ہوا ہے، اور عام حالات میں کان میں ڈالی جانے والی کوئی بھی دوا یا غذا حلق تک نہیں جاتی، الّا یہ کہ کسی کے کان کا پردہ پھٹ جائے یا کان کے پردے میں واضح سوراخ ہو جائے تو ایسی بیماری یا غیر معمولی صورتِ حال میں دوا اندرونی کان سے حلق کی طرف منتقل ہو سکتی ہے، ورنہ نہیں۔

اُدھر یہ بات بھی بدیہی ہے کہ بیہوشی اور بیماری کی بعض صورتوں میں دوا اور غذا ناک کے راستہ ٹیوب کے ذریعہ معدے تک پہنچائی جاتی ہے جس کا مشاہدہ ہسپتال وغیرہ میں ہوتا ہے ـــــ لیکن کان کے ذریعے غذا یا پانی حلق یا معدے تک پہنچانے کی کوئی صورت آج تک نہ دیکھی گئی نہ سنی گئی۔ اس سے بھی یہ بات واضح ہوئی ہے کہ کان سے حلق تک کوئی منفذ موجود نہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں ضابطۃ المفطرات کی عبارت، حوالہ ۳۷)

اب جبکہ تمام اطباء اور تشریح ابدان کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ کان میں دوا ڈالنے سے دماغ تک اس کے پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں، اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ کان میں دوا ڈالنے کی صورت میں حلق تک اس کے پہنچنے کا بھی عام حالات میں کوئی راستہ نہیں تو اس کا کسی جوفِ معتبر تک پہنچنا ثابت نہیں ہوتا۔ اور مذاہبِ اربعہ اس پر بھی متفق ہیں کہ منافذِ معتبرہ سے جوفِ معتبر تک پہنچنے ہی سے روزہ فاسد ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں۔

(دیکھیں عبارت ۳۵ و ۳۶)۔

اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے "مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ" نے درج ذیل امور پر بطورِ خاص غور کیا:—

۱- فقہاء کرام رحمہم اللہ کی وہ تمام عبارات جو منسلکہ صفحات میں درج کردی گئی ہیں اور جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔

۲- حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کی وہ تحقیق جو حضرت موصوف مدظلہم نے اپنی تحقیقی کتاب "ضابطۃ المفطرات" کے صفحہ ۵۸ پر درج فرمائی ہے، اور جس کے ظاہر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کان میں دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہونا چاہیئے۔

(دیکھیں عبارت ۳۷)

۳- حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم کا فتویٰ جو بتاریخ ۲۷ جمادی الثانیہ سنہ ۱۴۲۲ھ کو تحریر کیا گیا، اس فتویٰ میں بھی کان میں دوا ڈالنے کو مفسدِ صوم قرار نہیں دیا گیا۔

ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد "مجلسِ تحقیقِ مسائلِ حاضرہ" اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ کان کے اندر پانی، تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، الّا یہ کہ کسی شخص کے کان کا پردہ پھٹا ہوا ہو اور وہ پانی، تیل یا دوا وغیرہ اس کے حلق تک پہنچ جائے۔

البتہ اس کے باوجود اگر کوئی شخص قدیم جمہور فقہاء کے قول کے مطابق خود احتیاط کرے اور روزہ کی حالت میں کان کے اندر دوا ڈالنے کے بجائے افطار کے بعد تیل یا دوا وغیرہ ڈالے تو اس کے لئے ایسا کرنا بلاشبہ بہتر اور شبہ سے بعید تر ہوگا۔

رجسٹر نقل فتاوی جامعہ دار العلوم کراچی

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

۱ ـــــ فی البخاری
وقال انس: إن لی أبزنا أتقحم فیه وأنا صائم.

۲ ـــــ وفی فتح الباری تحته ۲/۱۵۶
وکان الأبزن کان ملآن ماء، فکان أنس إذا وجد الحر دخل فیه یتبرد به.

۳ ـــــ وفی عمدۃ القاری تحته: ۱۱/۱۳
مطابقته للترجمة ظاهرة، لأن الدخول فی الأبزن فوق الإغتسال، والأبزن: بفتح الهمزة، وسکون الباء، وفتح الزای، وفی آخره نون، وهو الحوض .... الخ
قوله: (أتقحم فیه) أی أدخل ...... الخ قوله: (وأنا صائم) جملة حالیة، وهذا التعلیق وصله قاسم بن ثابت فی غریب الحدیث له من طریق: عیسی بن طهمان، سمعت انس بن مالک رضی الله تعالی عنه یقول: إن لی أبزن، إذا وجدت الحر تقحمت فیه وأنا صائم.

۴ ـــــ وفی الدر المختار ۲/۳۹۶
(أو دخل الماء فی أذنه وإن کان بفعله) علی المختار.

۵ ـــــ فی الشامیة تحته:
والحاصل الإتفاق علی الفطر بصب الدهن، وعلی عدمه بدخول الماء.

۶ ـــــ وفی فتاوی قاضی خان مع الهندیة ۱/۲۰۹
ولو خاض الماء فدخل الماء اذنه لایفسد صومه.

۷ ـــــ وفی المغنی لابن قدامة ۲/۳۵۶
فأما الخوض فی الماء فقال أحمد فی الصائم ینغمس فی الماء: إذا لم تخف أن یدخل فی مسامعه، وکره الحسن والشعبی أن ینغمس فی الماء خوفا أن یدخل فی مسامعه، فان دخل فی مسامعه فوصل إلی دماغه من الغسل المشروع من غیر إسراف ولا قصد فلا شئ علیه، کما لو دخل إلی حلقه من المضمضة فی الوضوء، وإن غاص فی الماء، أو أسرف، أو کان عابثا فحکمه حکم الداخل إلی الحلق عن المبالغة فی المضمضة، والإستنشاق، والزائد علی الثلاث، والله اعلم.

۸ ـــــ وفی الدر المختار ۲/۳۹۶
(أو دخل الماء فی أذنه وإن کان بفعله) علی المختار ...... (لم یفطر)
وفی الشامیة تحته:
قوله: (وإن کان بفعله) اختاره فی الهدایة والتبیین، وصححه فی المحیط، وفی الولوالجیة: انه المختار، وفصل فی الخانیة بانه إن دخل لایفسد، وإن أدخله یفسد فی الصحیح، لانه وصل الی الجوف بفعله، فلا یعتبر فیه صلاح البدن

ومثله فی البزازیة، واستظهره فی الفتح والبرهان، شرنبلالیة، ملخصًا۔

۹ ـــــ وفی حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ۱/۴۵۰

قوله: (علی المختار) اختاره فی الهدایة، وصحح به الولوالجی،
وفی الخانیة التفصیل بین الدخول والإدخال، فصحح الفساد فی الثانی، ورجحه الکمال،
فتحصل أن فی الفساد بإدخال الماء بفعله قولین مصححین، فالأحوط تجنبه نهاره
وعاذا وقع تمییل أذنه إلی الماء۔

۱۰ ـــــ وفی البحر الرائق ۲/۲۷۹

واطلق فی الاقطار فی الاذن، فشمل الماء والدهن، وهو فی
الدهن بلا خلاف، وأما الماء فاختاره فی الهدایة عدم الإفطار، سواء دخل بنفسه
أو أدخله، وصرح الولوالجی بانه لا یفسد صومه مطلقا علی المختار، ومعللا بانه
لم یوجد الفطر صورة ولا معنی، لانه مما لا یتعلق به صلاح البدن بوصوله إلی الدماغ،
وجعل السعوط کالاقطار فی الاذن، وصححه فی المحیط، وفی فتاویٰ قاضیخان أنه إن
خاض الماء فدخل اذنه لا یفسد، وان صب الماء فی اذنه فالصحیح أنه یفسد،
لأنه وصل إلی الجوف بفعله، ورجحه المحقق فی فتح القدیر، وبهذا یعلم
حکم الغسل، وهو صائم إذا دخل الماء فی اذنه، الخ۔

۱۱ ـــــ وفی بہشتی زیور ص۲۲۹

اور اگر کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔

۱۲ ـــــ وفی المبسوط للسرخسی ۳/۶۷

والإقطار فی الاذن کذلک یفسد، لأنه یصل إلی الدماغ، والدماغ
احد الجوفین۔

۱۳ ـــــ وفی کتاب الأصل للامام محمد رح ۲/۲۱۲

قال أبو حنیفة: السعوط والحقنة فی شهر رمضان یوجبان
القضاء، ولا کفارة علیه، وکذلک ما اقطره فی اذنه۔

۱۴ ـــــ وفی حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ۱/۴۵۳

قوله: (دهنا) إنما ذکر الدهن لأنه لاخلاف فی الإفطار به،

۱۵ ـــــ وفی شرح المهذب ۶/۳۱۵

لو أقطر فی اذنه ماء، أو دهنا، أو غیرهما فوصل إلی الدماغ فوجهان،
أصحهما یفطر، وبه قطع المصنف والجمهور لما ذکره المصنف۔

۱۶ ـــــ وفی المدونة الکبری ۱/۲۶۹

قلت: فهل کان مالک یکره أن یصب فی أذنیه الدهن فی رمضان؟
فقال: إن کان یصل ذلک إلی حلقه فلا یفعل، قال ابن القاسم ؒ وقال مالک: فإن
وصل إلی حلقه فعلیه القضاء، قال ابن القاسم ؒ ولا کفارة علیه، وان لم یصل إلی
حلقه فلا شیئ علیه۔

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

۱۷ ــــ وفی الکافی ۱/ ۳۵۲

أو أقطر فی أذنه فوصل إلی دماغه، أو داوی مأمومة بما يصل إليه، فأفطر.

۱۸ ــــ وفی المنهاج مع زاد المحتاج ۱/ ۵۱۳

والتقطير في باطن الأذن ..... مفطر فی الأصح.

۱۹ ــــ وفی الهداية ۲/ ۲۶۳ (إدارة القرآن)

ومن احتقن، أو استعط، أو أقطر فی أذنه أفطر، لقوله صلى الله عليه وسلم: الفطر مما دخل، ولوجود معنى الفطر، وهو وصول ما فيه صلاح البدن إلى الجوف.

۲۰ ــــ وفی المبسوط للسرخسی ۳/ ۶۷

والإقطار فی الأذن كذلك يفسد، لأنه يصل إلى الدماغ، والدماغ أحد الجوفين.

۲۱ ــــ وفی الكنز مع التبيين ۲/ ۱۸۱ (بیروت)

وإن احتقن، أو استعط، أو أقطر فی أذنه، أو داوى جائفة أو آمة بدواء، ووصل إلى جوفه أو دماغه أفطر.

۲۲ ــــ وفی التهذيب ۳/ ۱۶۱

خرج من هذا: إذا أكل شيئا متعمدا ..... أو قطر شيئا فی أنفه أو أذنه حتى وصل إلى الدماغ ...... فسد صومه.

۲۳ ــــ وفی كشاف القناع ۲/ ۳۲۱

(أو أقطر فی أذنه ما يصل إلى دماغه) لأن الدماغ أحد الجوفين، فالواصل إليه يغذيه، فأفسد الصوم.

۲۴ ــــ وفی البدائع ۲/ ۹۳

← وما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ من المخارق الأصلية كالأنف، والأذن، والدبر بأن استعط، أو احتقن، أو أقطر فی أذنه، فوصل إلى الجوف أو إلى الدماغ فسد صومه، أما إذا وصل إلى الجوف فلا شك فيه، لوجود الأكل من حيث الصورة، وكذا إذا وصل إلى الدماغ، لأن له منفذا إلى الجوف، فكان بمنزلة زاوية من زوايا الجوف.

۲۵ ــــ وفی البحر ۲/ ۲۷۸

وقوله: "إلى جوفه" عائد إلى الجائفة، وقوله: "إلى دماغه" عائد إلى الآمة، وفی التحقيق أن بين الجوفين منفذا أصليا، فما وصل إلى جوف الرأس يصل إلى جوف البطن، كذا فی النهاية والبدائع.

۲۶ ــــــ وفی الهداية ۱/۲۲۰

ولو أقطر في إحليله لم يفطر عند أبي حنيفة رحمه الله، وقال أبو يوسف: يفطر، وقول محمد مضطرب فيه، فكأنه وقع عند أبي يوسف أن بينه وبين الجوف منفذاً، ولهذا يخرج منه البول، ووقع عند أبي حنيفة أن المثانة بينهما حائل، والبول يترشح منه، وهذا ليس من باب الفقه.

۲۷ ــــــ وفي البناية تحت قول الهداية ۱/۱۳۲

قوله: (وهذا ليس من باب الفقه) يعني ليس هذا الخلاف لهذه الصورة متعلقا بباب الفقه، بل هو متعلق باصطلاح أهل تشريح الأبدان من الحكماء، ولذلك توقف محمد، لأنه أشكل عليه أمره، فاضطرب قوله فيه -

۲۸ ــــــ وفي فتح القدير ۲/۲۶۷

يفيد أنه لا خلاف لو اتفقوا على تشريح هذا العضو، فإن قول أبي يوسف بالإفساد إنما هو بناء على قيام المنفذ بين المثانة والجوف، فيصل إلى الجوف ما يقطر فيها - وقوله: "بعدمه" بناء على عدم الوصول يترشح من الجوف إلى المثانة، فيجتمع فيها، أو الخلاف مبني على أن هناك منفذاً مستقيما أو شبه الحاء، فيتصور الخروج ولا يتصور الدخول لعدم الدافع الموجب له، بخلاف الخروج، وهذا اتفاق منهم على إناطة الفساد بالوصول إلى الجوف، ويفيد أنه إذا علم أنه لم يصل بعد، بل هو في قصبة الذكر لا يفسد، وبه صرح غير واحد.

۲۹ ــــــ وفي التبيين ۲/۱۸۳

قال رحمه الله: (وإن أقطر في إحليله لا) أي لا يفطر، سواء أقطر فيه الماء أو الدهن، وهذا عند أبي حنيفة، وقال أبو يوسف: يفطر، وهو رواية عن أبي حنيفة، ومحمد توقف فيه، وقيل: هو مع أبي يوسف، والأظهر أنه مع أبي حنيفة، وهذا الاختلاف مبني على أنه هل بين المثانة والجوف منفذ أم لا؟ وهو ليس باختلاف على التحقيق، والأظهر أنه لا منفذ له، وإنما يجتمع البول فيها بالترشح، كذا يقول الأطباء.

۳۰ ــــــ وفي شرح المهذب ۶/۳۱۵

لو أقطر في أذنه ماء، أو دهناً أو غيرهما فوصل إلى الدماغ فوجهان، أصحهما: يفطر، وبه قطع المصنف والجمهور لما ذكره المصنف، والثاني: لا يفطر، قاله أبو علي السنجي — بالسين المهملة المكسورة وبالجيم — والقاضي حسين، والفوراني، وصححه الغزالي كالاكتحال، وادعوا أنه لا منفذ من الأذن إلى الدماغ، وإنما يصله بالمسام كالكحل، وكما لو دهن بطنه، فإن المسام يتشرب به، ولا يفطر.

۳۱ ــــــ وفي شرح الزرقاني ۲/۲۱۲

(ش) لا قضاء في (حقنة إحليل) ولو بمائع، وهو بكسر الهمزة

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

ثقب الذکر، و أما فرج المرأة فيجب عليها القضاء بحقنتها منه إن وصل للمعدة، (ودهن جائفته) لأنه لا يدخل مدخل الطعام والشراب، ولو وصل اليه مات من ساعته، قاله ابن يونس

۳۲ — وفی حاشية البنانی (۲/۲۱۲) تحت قول المختصر: "وحقنة فی احليل":
قوله: (و أما فرج المرأة الخ) اعترضه أبو علی بأن فرج المرأة ليس متصلا بالجوف، فلا يصل منه شئ اليه۔

۳۳ — وفی المدونة ۱/۱۹۸

قلت: أرأيت من كانت به جائفة، فدواها بدواء مائع أو غير مائع، ما قول مالك فی ذلك؟ قال: لم أسمع من مالك فيه شيئا، قال: ولا أرى عليه قضاء ولا كفارة، لأن ذلك لا يصل إلى مدخل الطعام والشراب، ولو وصل ذلك إلى مدخل الطعام والطعام لمات من ساعته۔

۳۴ — وفی هامش "الموجز المحشی" ص ۲۵۳

قوله: (من وسخ) وهو عبارة عن فضلات غليظة يدفعها الطبيعة من وسط الدماغ إلى تجويف الأذن، ويجتمع فيها شيأ فشيأ ليقتل عرارته ما يدخل فی الأذن من الهوام، و ليلتزق بها الأجسام الغريبة المختلطة بالهواء النافذ فی الصماخ، فيتصفی الهواء، فإذا كثر لوسخ وجف، وتصلب بحرارة الهواء وبطول اللبث سد المجری ومنع الهواء الحامل للصوت عن الوصول إلى عصب السمع ۱۲

۳۵ — وفی ضابط المفطرات فی مجال التداوی ص ۵

الأصل الأول: اتفقت المذاهب الأربعة على أن الفطر إنما يحصل إذا وصل الشئ المفطر إلى الجوف المعتبر من المنفذ المعتبر، ولا فطر إذا لم يصل إليه، ولا إذا وصل إليه من منفذ غير معتبر۔

۳۶ — وفيه أيضا ص ۱۲:

ثم الذی يتحصل من كلام الفقهاء والجزئيات المذكورة فی كتبهم أنهم متفقون على أن "فطر الصوم مما يصل إلى الجوف" لا يحصل إلا باجتماع خمسة أمور:

الأول: "الجوف المعتبر" فلا يحصل الفطر بما وصل إلى داخل الجسم فی غير الجوف المعتبر۔

والثانی: "المنفذ المعتبر" فلا يحصل الفطر بما وصل إلى الجوف المعتبر من منفذ غير معتبر۔

والثالث: "الواصل المعتبر" فلا فطر إذا كان الواصل إليه غير معتبر، أی: شيأ غير مفطر، كما يأتی بيانه فی موضعه إن شاء الله تعالى۔

والرابع: "الوصول المعتبر" فلا فطر إذا كان الوصول إليه غير معتبر، أی: غير جامع لشروط الوصول التی يأتی بيانها فی موضعها إن شاء الله تعالى۔

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دار العلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	تبویب	عنوان

والخامس: "إرتفاع الموانع المعتبرة" فلا فطر مع وجود مانع من الموانع المعتبرة من الفطر.

۳۷ ——— وفيه أيضا ص۵۹:

وأما الأذن فلأن الدواء، أو الماء، أو الدهن ونحوها لا تصل بالإقطار فيها إلى الحلق إذا كانت طبلة الأذن سليمة غير مخرومة، لأن فتحة الأذن ليست بنافذة إلى الحلق، لا مباشرة ولا بواسطة قناة أو جوف آخر، إلا إذا كانت الطبلة مخرومة.

وإيضاحه أن الأذان ثلاثة أقسام: (۱) الأذن الخارجية (۲) والأذن الوسطى (۳) والأذن الداخلية مع الطبلة حاجزة بين الأذن الخارجية والوسطى، وهي (أي: الطبلة) غشاء مثل الجلد تاما في تركيبها وما يقطر في الأذن الخارجية لا يصل إلى الأذن الوسطى إلا بتشرب المسام إذا كانت الطبلة سليمة غير مخرومة، فلا يصل إلى الحلق.

وأما إذا كانت الطبلة مخرومة فإن السوائل قد يصل منها شيء يسير إلى الأذن الوسطى، ومنها عبر القناة السمعية البلعومية (قناة استاكيوس) إلى البلعوم الأنفي، ومنه إلى الحلق، كما فصله الدكتور محمد علي البار في بحثه ص ۱۳، ۱۴، ۳۲. فحينئذ يكون ذلك سببا للإفطار وإفساد الصوم.

وأما الإحليل، فقد قدمنا وجهه في بحث "الجوف المعتبر" وحاصله: أن ما يقطر في الإحليل لا يصل إلى المثانة، وهي جوف غير معتبر عند الحنفية، ولهذا لم يعتبر الإحليل أبو حنيفة وموافقوه.

یہ تحریر "مجلس تحقیق مسائل حاضرہ" کے اجلاس منعقدہ ۲۰ شعبان ۱۴۲۲ھ بروز بدھ میں پڑھ کر سنائی گئی، اور ترمیم واضافہ کے بعد اس کو آخری شکل دیتے ہوئے مندرجہ ذیل تمام شرکاء نے اس کی تصدیق کی اور اپنے تصدیقی دستخط ثبت فرمائے۔

واللہ سبحانہ اعلم

۱- حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم

[signature] ۱۴۲۲/۸/۲۰

[stamp]

۲- حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

[signature]

[stamp]

فتویٰ نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل

۳- حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب مدظلہم

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

۲۴-۸-۱۴۲۲ھ
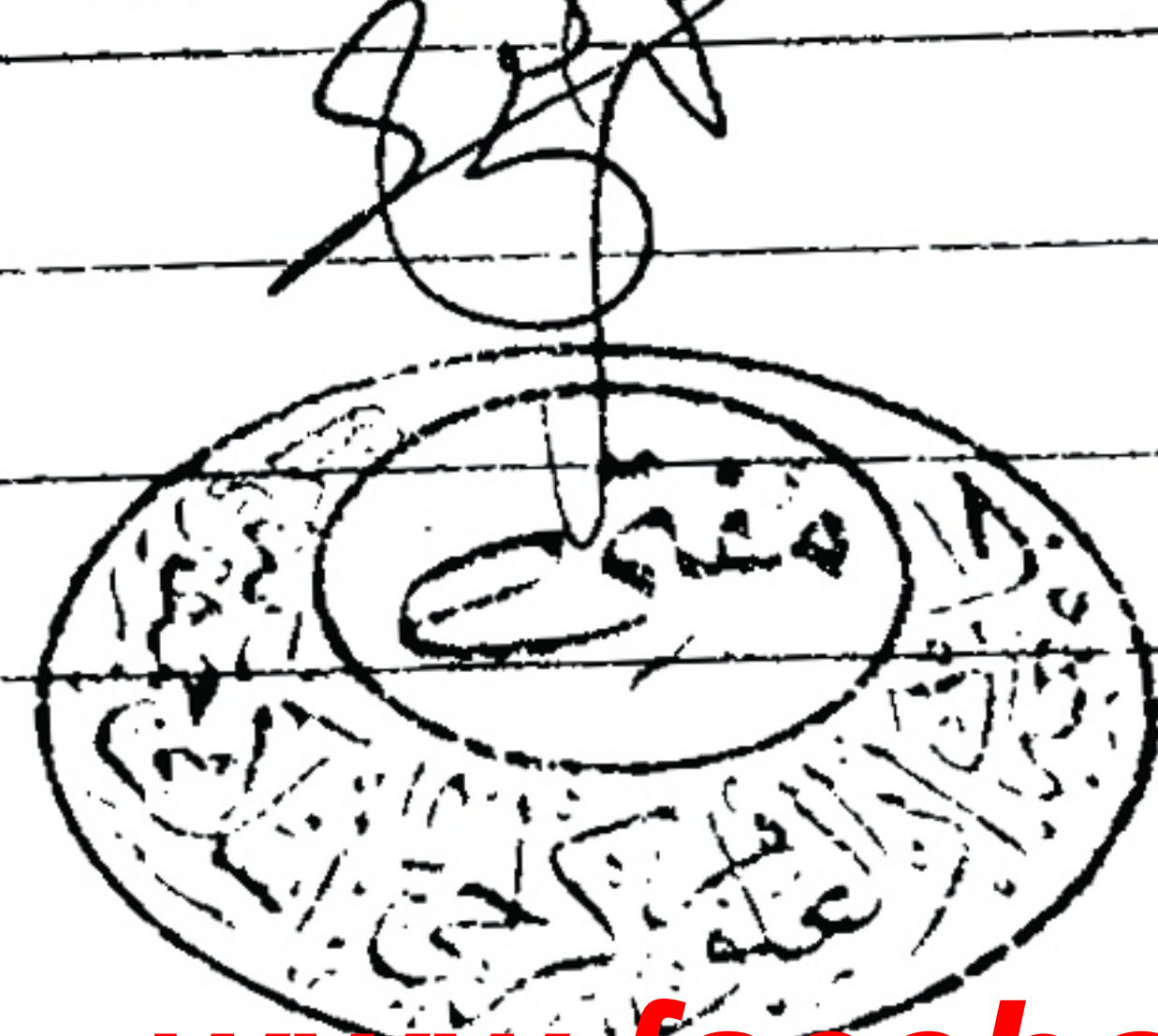
مفتی

۴- حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

بندہ عبدالرؤف سکھروی

۲۱-۸-۱۴۲۲ھ

مفتی

۵- حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

۲۱/۸/۱۴۲۲ھ

نائب مفتی
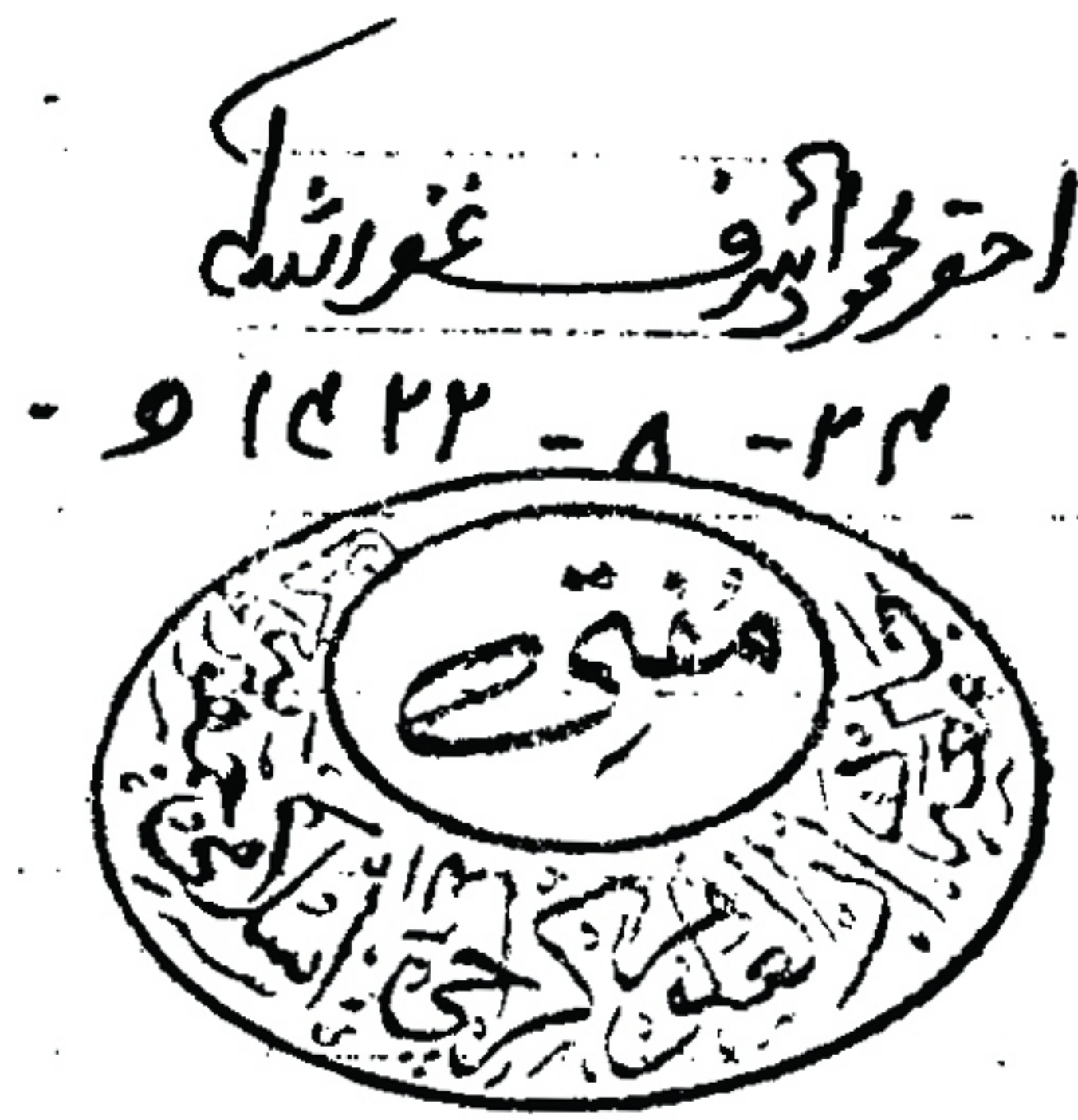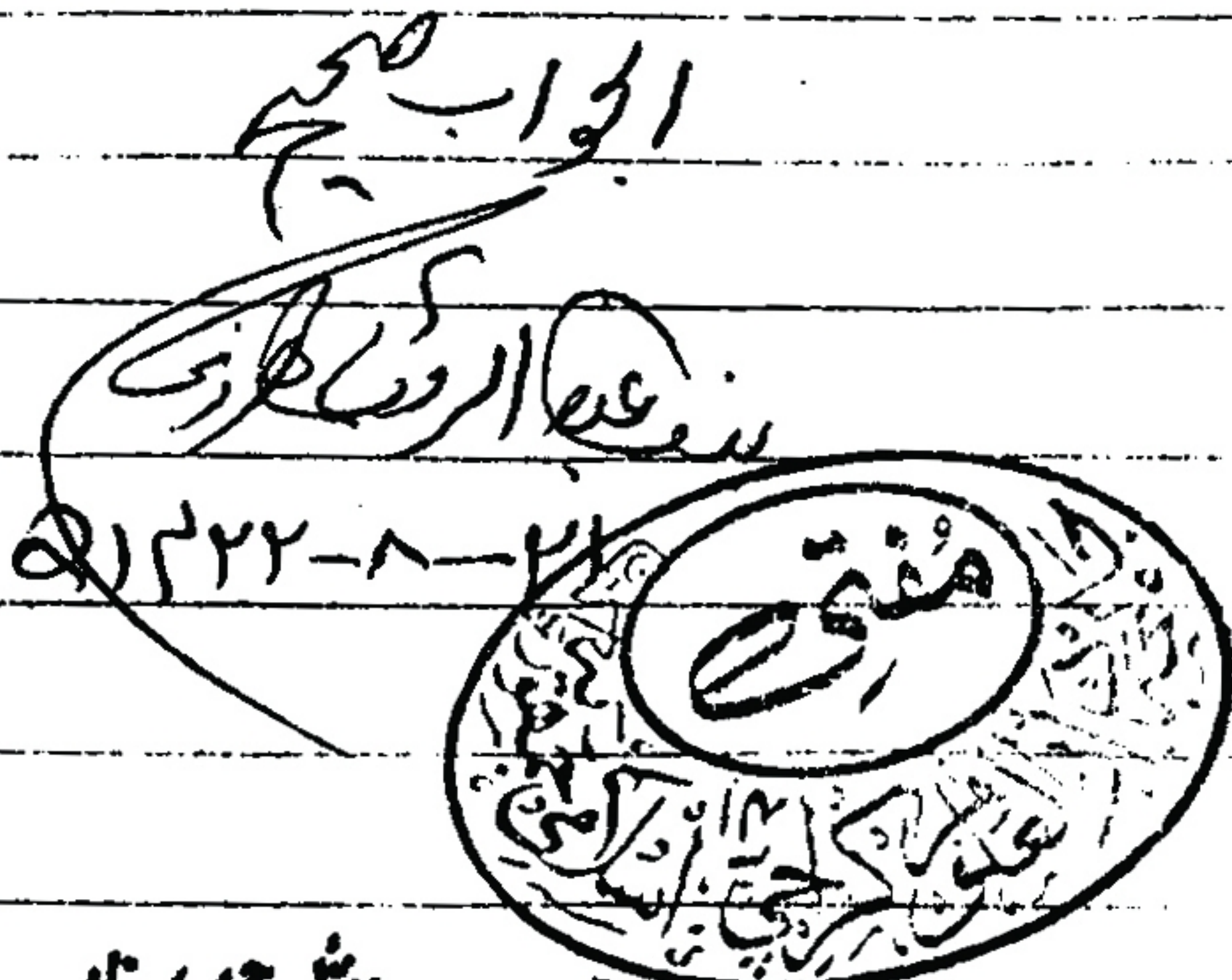
۶- حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

محمد عبداللہ

دارالافتاء والارشاد کراچی

۲۴-۸-۱۴۲۲ھ

۷- حضرت مولانا مفتی اصغر علی ربانی صاحب مدظلہم

اصغر علی ربانی

۲۴ شعبان ۱۴۲۲ھ
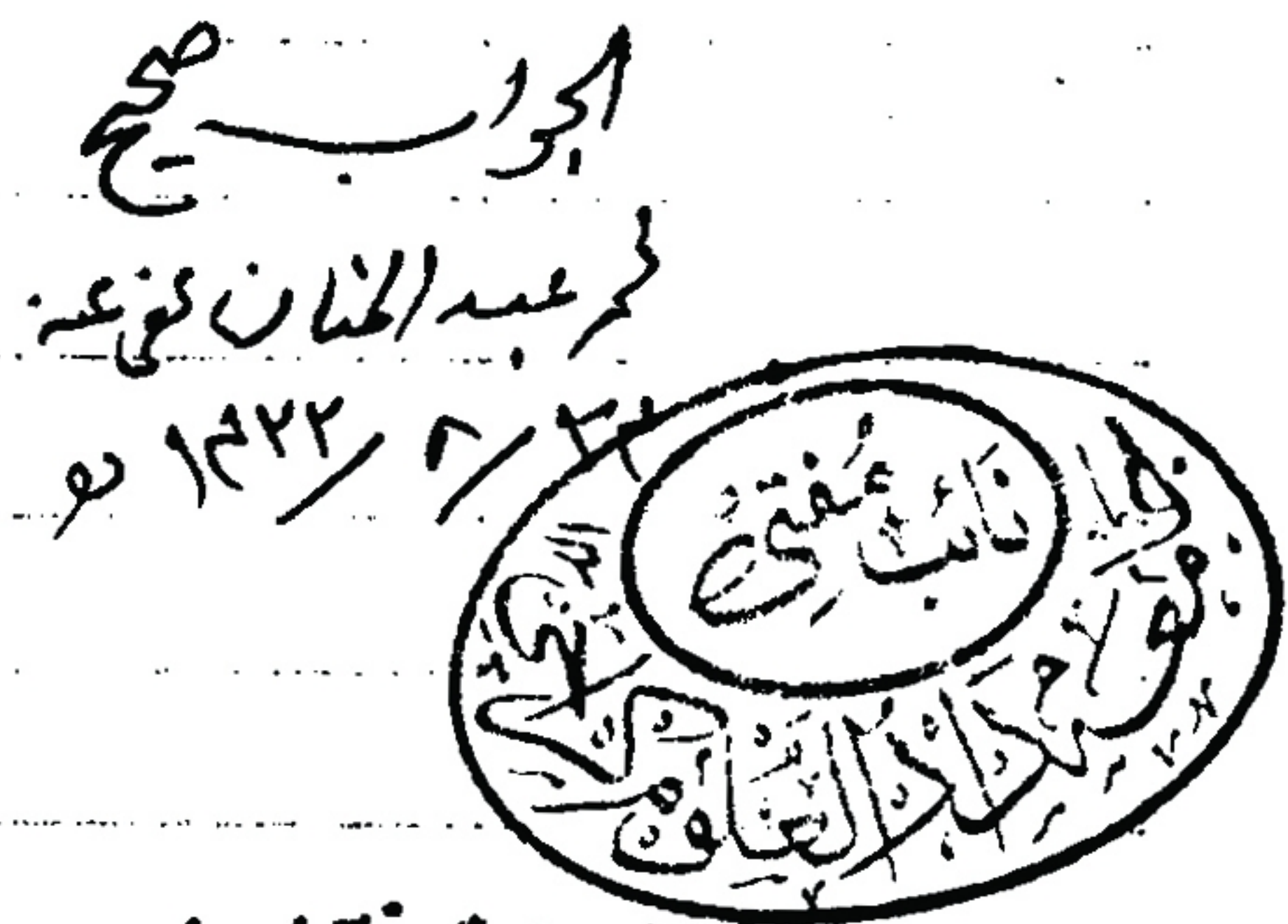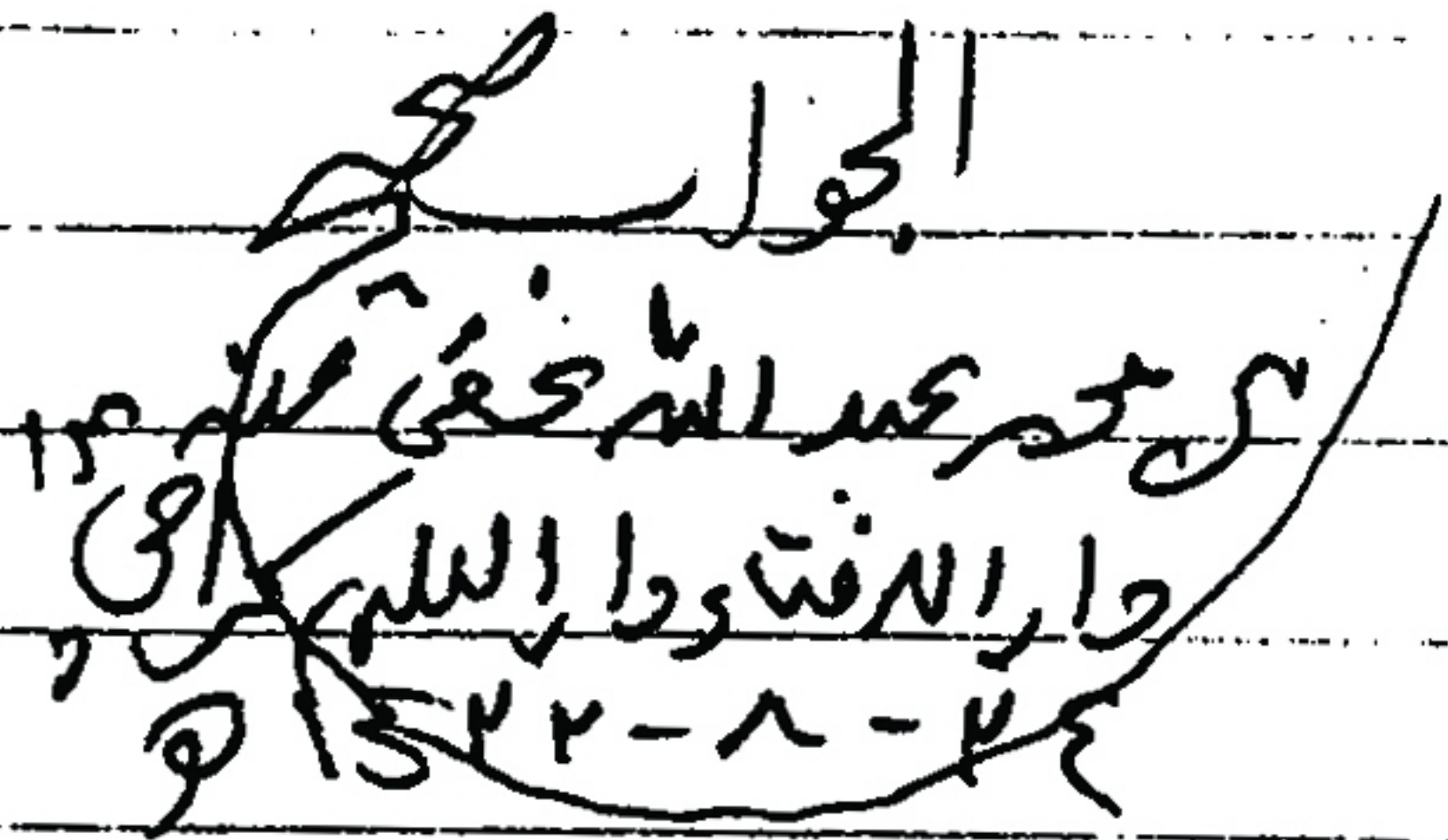
۸- حضرت مولانا مفتی محمد کمال الدین صاحب مدظلہم

محمد کمال الدین الراشدی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۹- حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب مدظلہ

۲۴/۸/۲۲ھ

۱۰- حضرت مولانا تفضل شاہ صاحب مدظلہ

۱۱- حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ

حسین احمد عفی عنہ

۲۴-۸-۱۴۲۲ھ

۱۲- حضرت مولانا محمد افتخار بیگ صاحب مدظلہ

۱۳- حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مدظلہ

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

۱۴- حضرت مولانا محمد حسان صاحب مدظلہ

۱۵- حضرت مولانا خلیل احمد اعظمی صاحب مدظلہ

۱۶- حضرت مولانا زبیر شمسی صاحب مدظلہ

۱۷- حضرت مولانا زبیر اشرف صاحب مدظلہ

۱۸- حضرت مولانا عمران اشرف صاحب مدظلہ

۱۹- حضرت مولانا یحییٰ صاحب مدظلہ

۲۰- حضرت مولانا محمد حنیف خالد صاحب مدظلہ

دارالافتاء

فتویٰ نمبر ۱۰/۵۱۱

نقل مطابق اصل ہے

۲۰/۹/۲۲ھ